کلامِ نبویؐ کی صحبت میں

خرم مراد

حضرت ابو سعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں اپنے بعد تمھارے بارے میں جس چیز سے زیادہ ڈرتا ہوں' وہ یہ ہے کہ تمھارے لیے دنیا کی بہار اور زینت کو کھول دیا جائے گا۔

ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہؐ کیا بھلائی [دنیوی سازوسامان اور خوش حالی] برائی کو ساتھ لائے گی؟

حضورؐ خاموش ہوگئے' یہاں تک کہ ہم نے سوچا کہ آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ [کہتے ہیں] پھر آپؐ نے پسینہ پونچھا' اور فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ گویا آپؐ نے اس کی تعریف کی' پھر فرمایا:

نہیں' بھلائی برائی کو نہیں لاتی۔ لیکن جیسے بہار سبزہ اگاتی ہے [جو خیر ہے]' مگر اس سے جانور مر بھی جاتے ہیں' یا ہلاکت کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ ہاں' سوائے ایسے جانور کے جس نے صرف اتنا گھاس کھایا کہ اس کی کوکھیں تن گئیں' پھر وہ دھوپ میں بیٹھا' گوبر کیا' پیشاب کیا' اس کے بعد چراگاہ کی طرف واپس آیا' اور دوبارہ گھاس کھایا' [اس کے حصے میں خیر ہی آتا ہے]۔

اسی طرح یہ دنیا کا مال ہے' جو سرسبز و شاداب ہے' شیریں ہے۔ اس دنیا کو جو حق کے ساتھ حاصل کرے' حق کے ساتھ رکھے' یہ اس کی خوب مدد کرنے والی ہے۔ لیکن جو اسے ناحق حاصل کرے وہ اس جانور کی طرح ہے جو کھاتا چلا جاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا' اور یہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر کھڑا ہو گا۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الرقاق)۔

دنیا کی کوئی بھی چیز' کوئی بھی فطری خواہش' فی نفسہ نہ اچھی ہے نہ بری' نہ خیر نہ شر۔ لیکن اس لحاظ سے خیر ہے کہ بندے کے لیے ایک آزمائش ہے اور آخرت کا لازوال و لامتناہی اجر کمانے کا ذریعہ۔

وہ، رضائے الٰہی کے مطابق مال استعمال کرے یا اپنی خواہش پوری کر لے، تو وہ اس کے لیے آخرت کی بہار و زینت کا سامان ہے۔ اللہ کو بھول کر، اس کی مرضی کے خلاف، استعمال کرے یا خواہش پوری کرے، تو یہاں بھی اسے چوراچور اہی ہو جاتا ہے، آخرت میں بھی وہ اس کے لیے ہمیشہ کا آزار اور عذاب ہے۔

دنیا کی چیزوں میں سب سے زیادہ دل کش و دل نواز اور محبوب و مطلوب مال و دولت ہے، خوش حال ہے، دنیا کی زینت کا سازوسامان ہے۔ یہ کسی طرح بھی قابل نفرت اور قابل ترک و اجتناب نہیں، اس لیے کہ یہی آخرت کمانے کا ذریعہ ہے۔ دیکھیے، پوچھنے والے نے بھی اسے خیر سمجھا، حضورؐ نے بھی اسے خیر قرار دے کر ہی جواب دیا۔ موسم بہار کے سبزے اور پھل پھول کی طرح۔

شر اور برائی، دنیا اور اس کی دولت و زینت کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتی۔ یہ اس شخص کے لیے باعث شر بن جاتی ہے، جو اس کو حاصل کرنے اور خرچ کرنے میں نہ حق کا خیال کرتا ہے نہ حد کا۔ بے تحاشا حاصل کرتا ہے۔ سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں بھی ہوں تو اس کی ہوس اور بڑھ جاتی ہے سینت سینت کر رکھتا ہے اور گنتا ہے اور کسی مستحق کو دمڑی بھی نہیں دیتا۔ جانور بھی اس طرح گھاس کھائیں تو ہلاک ہو جائیں، حالانکہ گھاس تو اس کی صحت، قوت اور بقائے زندگی کا ذریعہ ہے۔

حضورؐ بعض اوقات جواب دینے کے لیے وحی کا انتظار فرماتے گویا قرآن کے علاوہ بھی آپ پر وحی نازل ہوتی۔ آپؐ سوال کرنے والوں کی ہمت افزائی فرماتے، کہ سوال ہی سے علم و فہم کے دروازے کھلتے ہیں۔

○

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ یہ ہیں کہ
میری امت خواہشات پوری کرنے میں لگ جائے گی، اور
دنیاوی آرزوؤں کے حصول کے لیے لمبے چوڑے منصوبے بنانے میں مشغول ہو جائے گی۔

خواہش نفس کی پیروی اس کو حق [کو ماننے اور اس پر عمل کرنے] سے روک دے گی، اور دنیا سازی کے لمبے منصوبے اسے آخرت کو بھلا دیں گے۔

اے لوگو، یہ دنیا کوچ کر چکی ہے، اور [پیٹھ پھیرے] دور بھاگی چلی جا رہی ہے، اور آخرت کوچ کر چکی ہے اور [سامنے سے] قریب چلی آ رہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں [جو اس سے محبت کرتے ہیں] پس، اگر تمھارے بس میں ہو، دنیا کے بیٹے نہ بنو۔

آج تم دار العمل میں ہو، آج [عمل کا وقت ہے] کوئی حساب نہیں۔ کل تم [حساب کے لیے] آخرت میں ہو گے، اس وقت عمل کا کوئی موقع نہ ہو گا۔ (بیہقی، بحوالہ مشکوٰۃ، باب الرقاق)

ہوئی وہی خواہش ہے جو حدود الٰہی سے بے نیاز یا ان کے خلاف ہو۔ ایسی خواہش کے پیچھے پیچھے چلنے سے آنکھیں' حق بات کو یا کسی کا حق دیکھنے کے لیے' اندھی ہو جاتی ہیں' دل ماننے کے لیے بند ہو جاتا ہے۔ یہ بہت بڑی گم راہی ہے۔

ہر وقت دنیا کی فکر میں لگے رہنا' دنیا کے لیے منصوبے بنانا' اس دنیا کے لیے' جس کا اگلی سانس تک بھی اعتبار نہیں' لمبے لمبے منصوبے بنانا' یہ "طولِ امل" حماقت کی بھی انتہا ہے' آج دنیا میں جو کچھ کرنا ہے' یعنی آخرت کے لیے عمل' اس سے بھی غافل کر دیتی ہے' کل آخرت میں آج کے عمل کا جو حساب دینا ہے' اس کا خیال بھی ذہن سے محو کر دیتی ہے۔

حماقت کی انتہا اس لیے ہے کہ دنیا' جس کے لیے تن من دھن لگا ہوا ہے' وہ تو ہر لحہ ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے' دور بھاگی چلی جا رہی ہے' آخرت کے لیے عمل کا موقع برابر ہاتھ سے نکلا چلا جا رہا ہے' اور آخرت' جہاں دنیا کا حساب دینا ہو گا' اور جہاں کے لیے منصوبے اور فکر سے وہاں کا اجر و انعام حاصل بھی ہو سکتا ہے' وہ منہ کیے سامنے سے برابر قریب چلی آ رہی ہے۔

پس دنیا میں بھر پور زندگی گزارو' خوب کام کرو' لیکن آخرت کے چاہنے والے بنو' آخرت کے بیٹے بنو' آخرت کو دنیا کے ہر عمل کا مقصود و مطلوب بناؤ۔

○

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس نیکیاں ہیں! ان میں سب سے اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ کسی ضرورت مند کو اونٹنی عاریتاً دے دو تاکہ وہ ایک وقت اس کا دودھ دوہ کر پی لے۔ جو شخص ان میں کسی نیکی پر بھی عمل کرتا ہے اس طرح کہ وہ عمل کے ثواب کی پکی امید رکھے' اور جس امر کا وعدہ کیا گیا ہے اس کو سچ مانے اللہ تعالیٰ اسے اس نیکی کی بنا پر جنت میں داخل کر دے گا۔ (بخاری، بحوالہ ریاض الصالحین، باب کثرۃ طرق الخیر)

نیک اعمال میں اصل وزن اخلاص اور للہیت سے پیدا ہوتا ہے۔

بظاہر اعلیٰ ترین نیکی مثلاً فی سبیل اللہ شہادت' یا تعلیم قرآن— جہنم میں لے جائے گی' اگر غیر اللہ کے لیے ہو' نام و نمود ہو' مال و دولت ہو' قوم و وطن ہو' یہ سب غیر اللہ ہیں۔

بظاہر بہت چھوٹی اور حقیر نیکی' اگر صرف اجرِ الٰہی کی پکی امید اور اللہ اور اس کے رسول ؐ کے وعدوں پر سچے یقین کے ساتھ ہو' تو وہ جنت میں لے جائے گی۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان اس کا ہے 'جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔ اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے اچھے ہیں (ترمذی، بحوالہ ریاض الصالحین ' باب حسن الخلق)

حسن اخلاق اور کمال ایمان میں لازم و ملزوم کا تعلق ہے۔ ایمان ' دل کا فعل ہے ' دل میں پوشیدہ ہے ' صرف زبان سے اقرار کی بنیاد پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو جانچنے کا پیمانہ آدمی کے اخلاق ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ اخلاق اچھے ہوں مگر اندر ایمان نہ ہو یا ناقص ہو۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ ایمان موجود ہو اور اچھا ہو 'مگر اخلاق برے ہوں۔

ایمان کی بلندی اور کمال کی کوئی حد نہیں ' اسی طرح اچھے اخلاق کی بھی کوئی حد نہیں۔

اخلاق میں ' یہاں ' سب سے زیادہ اہم اخلاق عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ ہے۔ سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو ان عورتوں کے ساتھ ' جو نازک ہیں ' زیردست ہیں ' جن کے ساتھ گھر کی دیواروں کے پیچھے کچھ بھی کیا جا سکتا ہے ' جو حرف شکایت زبان پر نہیں لاتیں یا لا سکتیں ' ان عورتوں کے ساتھ نرمی ' محبت ' بھلائی ' اکرام ' عزت اور ادائیگی حقوق کی روش اختیار کریں۔

○

حضرت معاذ بن جبل ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس طرح بھیڑیا 'بکریوں کا دشمن ہوتا ہے ' اور اپنے ریوڑ سے الگ ہو کر دور چلے جانے والی تنہا بکری کو بہ آسانی شکار کر لیتا ہے ' اسی طرح شیطان ' انسان کا بھیڑیا ہے۔

تو اے لوگو ' اپنی اپنی پگ ڈنڈیوں پر الگ الگ مت چل پڑنا ' بلکہ ہمیشہ جماعت اور عامتہ المسلمین کے ساتھ رہو۔ (احمد، بحوالہ مشکوٰۃ)

آدمی جماعت سے الگ ہو جائے تو وہ تنہا رہ جاتا ہے۔ کسی کا ساتھ ' کسی کی نگاہ ' کسی کی زبان ' کسی کی شرم اس کو غلط راہ سے روکنے یا صحیح راہ پر چلنے میں مدد نہیں کرتی۔

تنہا آدمی آسانی کے ساتھ شیطان کے لیے تر نوالہ بن جاتا ہے۔

اپنی اپنی رائے اور اپنی اپنی راہ نہ چلو۔

"جماعت کے ساتھ رہو" یعنی الجماعت کے ساتھ۔ الجماعت نہ ہو تو؟ جماعت بناؤ تاکہ الجماعت وجود میں آئے ' اور شیطان سے جتنی حفاظت ممکن ہو ' وہ ہو سکے۔